قیصر امین پور، شاعر انقلاب و دفاعِ مقدس

*ماریہ علی

Qaiser Ameen Pur the poet of Revolution and Sacred defence.

Maria Ali

The learned researcher has pointed towards the after math of great Islamic revolution its serene and deep effects on the realm of Persian language and literature. He reminds us of various legends of that age of Iran ie Mirdad Aosta, Ali Moalim Damaghani, Moeed Shabzwari, Tahir Safar Zadeh, Ali Daudi: and the most prominent of them being"Qaiser Ameen" Pur who wrote lots of verses about the Islamic Revolution and the sacred defence which was performed for the preservation and continuation of the revolution. This was a turning point in revolution's history which blew a new spirt of Islam among people of Iran who praised him for his artistic works. The writers has given us many specimens of his poetry which are a great work presented by a revolutionary poet to this day.

۱۹۷۹ کا انقلاب ایران فکر و عمل، جدو جہد تلاش و کوشش کی ایسی عملی صورت ہے کہ جس نے دین مبین اسلام سے رہنمائی لے کر لبرلزم اور کمیونزم کے غبار کو مٹایا۔ عوام اور ان کے رہنماؤں کا مقصد اسلام اور قوانین اسلامی کی حاکمیت اور داخلی اور عالمی استبداد کے شکنجے سے رہائی حاصل کرنا تھا۔ ''استقلال، آزادی اور جمہوری اسلامی'' کے نعروں پر مشتمل انقلاب نے فرعون وقت کو زمین بوس کر دیا۔

شاعر حساس اور معاشرے کے درد آشنا رکن ہونے کی وجہ سے معاشرے کی ناہمواریوں، وقوع پذیر ہونے والے حادثات اور موت و حیات کی کشمکش سے بے اعتنائی نہیں برت سکتے اس لئے انقلاب ایران اور اس کے بعد وقوع پذیر ہونے والے واقعات مثلاً ایران عراق جنگ کے بارے میں شاعروں نے اپنے نازک تخیّلات کو عوام کے تفکرات سے

☆ لیکچرار فارسی، گورنمٹ کالج برائے خواتین بھکھی، شیخوپورہ

ہم آہنگ کر کے معرکہ آرائی کی ہے۔ادبیات نے انقلاب ایران کی کامیابی سے پہلے اور بعد میں بھی اصلاح طلبی ،آگاہی اور شعور بخشی کے لئے انقلابی زبان میں کردارادا کیا۔

انقلاب کے بعد ایران عراق جنگ شعر وادب کے ماحول پر یوں اثر انداز ہوئی کہ فارسی ادب میں تحول وتغیر پیدا ہوا۔چونکہ انقلاب ایران مذہبی اعتقادات اور تعلیمات اسلامی پر مبتنی تھا اس لئے انقلاب کے بعد شعروادب میں بھی دین ومعنویت کی طرف جھکاؤ پیدا ہوا۔(۱) انقلاب ایران کی شاعری کے افق پر بہت سے نام ستاروں کی طرح تابندہ ہیں جن میں میرداد اوستا،علی معلم دامغانی،معید سبزواری،طاہرہ صفارزادہ،علی محمد مودب،اور علی داؤدی وغیرہ شامل ہیں لیکن ان میں سے برجستہ ترین اور نمایاں ترین نام قیصر امین پور کا ہے جن کو موجودہ ادبی دنیا میں ’’شاعر انقلاب و دفاع مقدس‘‘ کے نام سے جانا جاتا ہے۔قیصر امین پور اس نسل کے نمائندہ شاعر ہیں جس نے تاریخ ایران کے اہم ترین اجتماعی،سیاسی اور ثقافتی حادثہ یعنی انقلاب ایران کے زمانے میں شعر کہنے شروع کئے اور دفاع مقدس کے نامور شاعروں میں شامل ہوئے۔ان کی شاعری اپنی مخصوص ادبی وشعری خصوصیات کی بنا پر بچوں،جوانوں اور بزرگوں میں یکساں مقبولیت کی حامل ہے۔

جنگ تحمیلی کے آغاز سے انہوں نے عاشقانہ انداز میں جنگ ومحاذ کے مضامین کو بیان کرنا شروع کیا۔بہت سے لوگوں کے مطابق انقلاب اس دور کی شاعری کے لئے نقطہ تحرک تھا اور حادثہ جنگ نے اسے خط صعودی کی طرف مائل کیا۔(۲)

آغاز شد حماسۂ بی انتہای ما پیچید در زمانہ ،صدای طنین ما(۳)

قیصر کا شمار ان شاعروں میں ہوتا ہے جنہوں نے جنگ تحمیلی میں صف اول میں کھڑے ہو کے مجاہدوں کے خون کو شعر سنا کر گرمایا اور معرکہ کارزار میں شاعری کے لئے کئی دوسرے شاعروں کے لئے باعث تشویق بنے۔ ایران کے صوبے خوزستان میں دزفول اور شوشتر کے مابین گتوند کے مقام پر آنکھ کھولنے والے اس شاعر کے شعروں میں انقلاب اسلامی کی بنیادیں دیکھی جا سکتی ہیں اور شاعر کے دل وذہن میں شہادت طلبی،عدل پسندی اور ظلم واستبداد کے خلاف آواز اٹھانے جیسے مضامین میں پختگی محسوس کی جا سکتی ہے۔

غزل،دوبیتی اور قالب نیمائی پر تسلط کے باوجود سادہ زبان کے استعمال نے قیصر کی شاعری کو مزید جذابیت اور دلکشی بخشی ہے۔معاشرے کے درد کو محسوس کرنے والے اس حساس شاعر کے بارے میں سید عباس سجادی (مدیر عامل،بنیاد آفرینش ہای ہنری،نیاوران) کہتے ہیں کہ قیصر امین پور ایک عجیب انسان تھا۔اس کے مسکراتے چہرے کے پیچھے غم واندوہ چھپا ہوا تھا کیونکہ یہ شاعر معاشرے کے درد کو محسوس کرتا تھا۔قیصر کے بھائی محمد امین پور کے مطابق قیصر کی انسان دوستی ان کے شاعر انقلاب ہونے کا باعث بنی۔

یونیورسٹی پروفیسر داکٹر نظری اپنے مقالے میں قیصر کے بارے کچھ یوں رقمطراز ہیں کہ قیصر ان معدودے شاعروں میں سے ہیں جنہوں نے اخلاق و انصاف کو اپنے شعروں میں بیان کیا ہے اور وہ ایسا شاعر ہے جو انقلاب کا تجربہ کرنے کے باوجود جلد بازی سے کام نہیں لیتا۔

رہبر اسلامی جمہوریہ ایران سید علی خامنہ ای نے قیصر کی وفات پر تعزیتی پیام میں کہا کہ : نہایت غم و اندوہ کے ساتھ اس جانسوز خبر کو سنا ان کو کھونا میرے اور شعر و ادب سے وابستہ تمام لوگوں کے لئے ناقابل تلافی نقصان ہے ۔(۴)

انقلاب و جنگ کے بارے میں قیصر کی شاعری میں اس قدر مہارت و خلاقیت ہے کہ مرتضیٰ کاخی قیصر کا تعارف ملک الشعرائے انقلاب، جنگ کے طور پر کراتے ہوئے کہتے ہیں کہ قیصر نے جنگ اور خوبصورتی جیسے بظاہر متضاد الفاظ کو اس طرح مرتبط کیا ہے کہ خوبصورتی اپنی زبان سے اس طرح محو سخن ہے گویا ابھی بارود کی بو اس کے مشام تک نہیں پہنچی ہے ۔(۵)

قیصر کے اشعار اس دور کے لوگوں کی انقلابی آرزؤں کی ترجمانی کرتے ہیں ۔انہوں نے جنگ اور حالات جنگ کے بارے میں ترکیب و خیال بندی کو اس جدت کے ساتھ دوبیتی اور رباعی میں سمویا ہے کہ یہ فن ان کے ہاں اپنے اوج پہ نظر آتا ہے ۔اس مشکل وقت میں جب لوگوں کی زبانیں اپنی امنگوں اور مشکلات کو بیان کرنے سے قاصر تھیں، قیصر ان کی زبان بنے ۔قیصر کے اشعار اخلاقی ،عرفانی اور رزمی بنیادوں پر استوار تھے جن کو عشقِ وطن ،مقاومت، آزادی، تحریک آزادی و اسلامی کی قدردانی جیسے مضامین مزید پرکشش بناتے ہیں ۔

چونکہ جنوب کے اس شاعر نے خوزستان میں جنگ و محاذ و مقاومت کو قریب سے مشاہدہ کیا ہے اس لئے ان کا شمار دفاع مقدس کے بہترین شاعروں میں ہوتا ہے ۔انہوں نے دزفول کے بارے میں ایسے اشعار کہے کہ جو مخاطبین اور دیگر شعراء کے ذہنوں میں بس گئے ہیں ۔ان کا کہنا تھا کہ قلم کے اسلحے کو رکھ کر بندوق اٹھالی جائے کیونکہ یہ سرد اسلحہ اب کسی کام کا نہیں :

می خواستم
شعری برای جنگ بگویم
دیدم نمی شود
دیگر قلم زبان دلم نیست
گفتم :
باید زمین گذاشت قلمہا را

دیگر سلاح سر دسخن کارساز نیست

باید سلاح تیز تری بر داشت

باید برای جنگ ازلولہ ی تفنگ بخوانم (۶)

قیصر کا کلام ایک تاریخی دور کے احساسات سے بھر پور ر پورٹ ہے۔ وہ اپنے کلام میں امام خمینیؒ اور لوگوں کے درمیان عقیدت کو بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

این شانہ ہای گر د رفتہ

چہ سادہ وصبور

وقت وقوع فاجعہ می لرزند

اینان

ہر چند

بشکستہ زانوان وکمر ہاشان

ایستادہ اند فاتح ونستوہ

بی ہیچ خان ومان

در گوششان کلام امام است

فتوای استقامت وایثار

بر دوششان درفش قیام است (۷)

۱۳۶۳ش میں جب قیصر کا پہلا مجموعہ در کوچہ آفتاب جوکہ دو بیتی اور رباعی پر مشتمل ہے منظر عام پر آیا اس وقت ملکی فضا میں خون و بارود کی بوبسی ہوئی تھی۔ ان کی شاعری سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ لالہ کے مسلے جانے اور کلیوں کے بکھرنے پر کس قدر آزردہ ہیں۔ جب قیصر جیسا حساس شاعر اس علاقہ میں ہو جہاں دن میں کئی بار گولہ باری کے باعث معصوم کلیاں کھلنے سے پہلے ہی مرجھا جاتی ہوں تو کیسے وہ فقط ایک گوشے میں بیٹھ کر سادہ اور رومانوی غزلیں تحریر کر سکتے ہیں، کیسے ہوسکتا ہے کہ ان کے کلام میں استقامت، دلاوری، شجاعت اور آزادی اور درد کی داستان رقم نہ ہو۔ وہ لکھتے ہیں:

من با دو چشم مات خودم دیدم

کہ کودکی ز ترس خطر تند می دوید

اما سری نداشت

لختی دیگر بہ روی زمین غلتید
وساعتی دیگر
مردی خمیدہ پشت وشتابان
سرراہ بہ ترک بند بادو چرخہ
سوی مزار کودک خود می برد (۸)

ڈاکٹر محمد ناصر کے مطابق ''قیصر کی طویل نظم ''شعری برای جنگ'' مزاحمتی اور رزمیہ شاعری کا جاودان نمونہ ہے۔ یہ نظم فقط شاعرانہ تخیلات کا نتیجہ نہیں بلکہ شاعر کے ذاتی تجربات کا نچوڑ اور ان کے درد کا حاصل ہے۔ سلاست، شیرینی، صراحت، روانی اور پے در پے تصاویر نے نظم کو نئی صورت عطا کی ہے جبکہ مظلومیت، مدافعت اور استقامت جیسے احساسات قلم کو منفرد رنگ بخشتے ہیں۔''(۹)

نظم کا پر درد اختتام شاعر کے جذبات کا عکاس ہے:

یک روز
از باغبان شہر کہ پرسیدم
اینگونہ باشتاب چہ می کاری
می گفت بادو چشم ہراسان
انسان
تازہ نہالِ پرثمرم را
محصولِ عمرِ خود پسرم را
امسال
محصول باغہا ہمہ لالہ است (۱۰)

قیصر کے دوسرے مجموعہ تنفسِ صبح میں جنگ و جدل وشہادت کے احساسات کے بیان میں قدرے گہرائی نظر آتی ہے۔ قدم بقدم کامیابی کے زینے طے کرنے والے اس شاعر کی شاعری میں قدیم اور جدید روش کی اس طرح آمیزش ہے کہ جدّت اور شگفتگی کا احساس ہوتا ہے۔ پورنامداریان، قیصر اور ان کی شاعری کے بارے میں کہتے ہیں کہ ہر شاعر ابتدائے راہ سے شعر کہنا شروع کرتا ہے اور تکامل کا سفر کرتے ہوئے کہیں نہ کہیں رک کر تکرار کا شکار ہوتا ہے جبکہ قیصر امین پور بہت جلد تکامل اور بلندی پر پہنچا اور تغیرات وتحولات کے باوجود اپنے تکامل کے سفر پر گامزن رہا۔(۱۱)

قیصر نے شروع میں قدماء کے شیوہ پر غزل کہی مگر بعد میں آہستہ آہستہ غزل کی زبان میں تغیر نظر آتا ہے۔ان کے اشعار تصنع سے پاک اور سلاست کا نمونہ ہیں۔

ایک جانباز کی شہیدوں سے گفتگو پر مشتمل ایک غزل''اجارہ''احساسات سے بھر پور ہے:

قرار بود شما تا خدا مرا ببرید شما قبول نکردید یا خدا اجازہ نداد(۱۱)

قیصر شعر کہتے تھے اور عمل کرتے تھے۔جدت مضامین ،فکرِ نو،روانی اور تنوّع کے باعث ان کے اشعار مقبول عام ہو گئے۔انقلابی اور جنگی اشعار میں مقامی الفاظ کے استعمال نے شاعری کی خوبصورتی اور ترنم میں اضافہ کرتے ہوئے اسے عوامی سطح پر مقبولیت عطا کی۔

باید گلوی مادر خود را

از بانگ رود رود بسوزانیم

تا بانگ رود رود نخشکیدہ است

باید سلاح تیز تری برداشت (۱۲)

(جنوب ایران کی مائیں بچوں کی موت کی صورت میں''رود رود'' پکارتی ہیں)

'قیصر اپنی انقلابی اور رزمیہ شاعری کے بیان میں رنگوں اور خاص کر سرخ اور سبز رنگ سے مدد لیتا ہے۔مرگ سرخ،مرگ سبز،خون سرخ،سیب سبز وغیرہ جنگ کی خونی فضا،شہیدوں کی مقاومت اور ان کی یاد و فکر کے زندہ و جاودان ہونے کی علامت ہیں۔(۱۳)

مجموعہ تنفس صبح میں ہے کہ:

کو عمر خضر؟

رو طلب مرگ سرخ کن

کاین شیوہ،جاودانہ ترین طرز بودن است(۱۴)

اسی مجموعہ میں ہے کہ:

خوشا چون سرو ھا استادنی سبز خوشا چون برگ ھا افتادنی سبز

خوشا چون گلی بہ فصلی سرخ مردن خوشا در فصل دیگر زادنی سبز(۱۵)

اگر چہ دنیا قیصر کو یونیورسٹی پروفیسر،شاعر اور ادیب کے طور پر جانتی ہے مگر آئینہ ناگھاں کی شاعری قیصر کے شاعر انقلاب ہونے پر مہر تصدیق ثبت کرتی ہے۔درد اس کتاب کا عمیق ترین موضوع ہے۔یوں لگتا ہے کہ جیسے شاعر نے

معاشرے میں سوائے بدی اور تلخی کے کچھ نہیں پایا۔ وہ شہیدان دفاع مقدس کی یاد میں لکھتے ہیں:

شہیدی کہ برخاک می خفت

سر انگشت برخون خود می زد و می نوشت

دو سہ حرف برسنگ:

''بہ امید پیروزی واقعی

نہ در جنگ

کہ بر جنگ''(۱۶)

اگر چہ دفاع مقدس کے متعلق اشعار ان کے آخری مجموعوں میں نسبتاً کم ہیں لیکن وہ انقلاب اور شہیدوں سے غافل نہیں اور ان کے اشعار میں جنگ کے بجائے صلح کے مفہوم کے استعمال کا مقصد ہر گز دفاع مقدس کا انکار نہیں۔ دینداری، مروت، رواداری و صلح کے مضامین پر مشتمل شاعری کی خوشبو مشام جان کو معطر کرتی ہے۔(۱۷)

اسماعیل امینی ان لوگوں سے مخاطب ہو کر کہ جو سمجھتے ہیں کہ قیصر ان کی طرح ماڈرن ازم کا شکار ہو گئے تھے کہتے ہیں کہ زیادہ مطالعہ کریں تاکہ یہ نہ کہیں کہ قیصر کی نظریاتی شاعری کی جگہ عاشقانہ شاعری لے لی تھی اور اس کے شعر جنگ کے خلاف ہو گئے تھے۔(۱۸)

وہ شہیدان دفاع مقدس کی یاد میں لکھتے ہیں:

''شہیدی کہ برخاک می خفت

چنین در دلش می گفت

اگر فتح این است

کہ دشمن شکست

چرا ہمچنان دشمنی ہست''(۱۹)

ایک اور جگہ کہا کہ:

کودک

کہ با گربہ ہایش در حیاط خانہ بازی می کند

مادر، کنار چرخ خیاطی

آرام رفتہ در نخ سوزن

عطرِ بخارِ چای تازہ
در خانہ می پیچید
صدای درِ! شاید پدر! (۲۰)

حوالہ جات وکتابیات

۱۔سبک شناشی لایہ مجموعہ اشعار قیصر،ہوشنگ محمدی افشار، نشریہ ادبیات پایداری ،دانشکدہ ادبیات وعلوم اسلامی (دانشگاہ شہید باھنر)،کرمان،شمارہ ۱۶۰،۱۳۹۶ش،ص ۲۶۰

۲۔دفاعِ مقدس ،تعہد و تحول در شعر امین پور ،نشریہ ادبیات پایداری دانشکدہ ادبیات وعلوم اسلامی (دانشگاہ شہید باھنر) کرمان،پاییز ۱۳۸۹ش،ص ۲۶۰

۳۔امین پور،قیصر،مجموعہ کامل اشعار قیصر ،تہران،مروارید،۱۳۸۵ش،ص ۴۰۲

۴۔گزیدہ‌ای از بیانات رہبر انقلاب بہ‌مناسبت در گذشت قیصر امین پور،ایرنا(IRNA)

۵۔محقق،جواد،شگفتن در آتش،ہنر رسانہ ای،تہران،۱۳۷۸ش

۶۔امین پور،قیصر تنفس صبح (مجموعہ شعر)،انتشارات حوزہ ھنری سازمان تبلیغات اسلامی،تہران،۱۳۶۳ش،ص ۱۰

۷۔ایضاً،ص ۱۲ ۸۔ایضاً،ص ۱۱

۹۔ڈاکٹر محمد ناصر،،جدید مزاحمتی ایرانی شاعری پر ایک نظر تحقیق،مجلہ کلیہ علوم شرقیہ،شمارہ ۲۴،۲۰۰۹م،ص ۸۷

۱۰۔دفاع مقدس تعہد و تحول در شعر قیصر امین پور،ص ۳۲۴

۱۱۔شگفتن در آتش،ص ۲۸ ۱۲۔ص ۱۱، تنفس صبح

۱۳۔صابرہ سیاوشی ،جایگاہ نمادین رنگ در ادبیات پایداری در اشعار امین پور و محمود درویش،مطالعات ادبیات تطبیقی،شمارہ ۳۷،۱۳۹۵ش،ص ۸۸

۱۴۔تنفس صبح،ص ۳۳ ۱۵۔ایضاً،ص ۳۲

۱۶۔دفاع مقدس تعہد و تحول در شعر قیصر امین پور،ص ۳۳۱

۱۷۔مجموعہ کامل اشعار امین پور،ص ۱۷

۱۸۔سلحشور ،یزدان ،رسم شقائق(سوگنامۂ قیصر)،سروش،تہران،۱۳۸۶ش،ص ۲۳

۱۹۔مجموعہ کامل اشعار امین پور،ص ۱۶

۲۰۔ایضاً،ص ۱۸

***